حکمرانوں نے احرار پر گولیاں چلائیں۔ پورا ملک بخاری کی آواز پر لبیک کہتا ہوا احرار کے پرچم تلے جمع ہوگیا۔ احرار اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے لگے۔ چند ماہ میں دس ہزار فدائین شمعِ نبوت پر جان نثار کرگئے۔ بخاری کو ایک مرتبہ پھر آہنی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا۔

بخاری نے جیل میں خطاب کرتے ہوئے کہا جتنی گولیاں ختم نبوت کے جوانوں پر چلیں اگر یہ سب بخاری کے سینے میں پیوست کردی جائیں تب بھی ہاشمی کا خون ٹھنڈا نہیں ہوگا۔

تحریک ختم نبوت کے بعد انگریز پرور جماعتوں اور حکمرانوں کا نقطۂ نظر یہ رہا کہ کسی طرح ہم مجلس احرار اسلام کو ختم کردیں یہ جماعت ختم ہوگئی تو ہم اپنے اللے تللے آزادی سے کرسکیں گے۔ پوچھنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ لیکن ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ مجلس احرار اسلام کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا تو امیر شریعت نے جماعت کے شعبہ تبلیغ "تحفظِ ختم نبوت" کو فعال کردیا۔ جو تاحال مرزائیت کے محاسبہ و تعاقب میں سرگرم ہے۔ 1961ء میں امیر شریعت کا انتقال ہوگیا۔ جماعت سے پابندی اٹھی تو مجلس احرار اسلام نے نئے ولولے کے ساتھ جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابو ذر بخاری مدظلہ کی قیادت میں حکومت الٰہیہ کے قیام اور مرزائیت و شیعیت کے خلاف محاذ سرگرم کردیا"

والد صاحب کی قیمتی گفتگو سن کر میرے دل میں احراریوں کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ بالخصوص امیر شریعت کے فرزندوں کو دیکھنے کا شوق بہت ہی زیادہ ہوا۔ رسائل اور اخبارات میں جب کبھی شاہ جی رحمہ اللہ کے بارے میں پڑھتا تو اسے خرید کر گھر لے جاتا اور پڑھنے کے بعد اپنی کتابوں کی الماری میں رکھتا۔ اپنے دوستوں کو قائد احرار کے بارے میں بتاتا۔

احرار والوں کو دیکھنے کا بہت شوق تھا لیکن میں کیا کرتا کیونکہ اس وقت میں بچہ تھا جب بڑا ہوتا گیا تو شوق بھی بڑھتا گیا۔ 1988ء میں میں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ایک سال گھر پر رہنے کے بعد 1990ء میں حضرت والد صاحب کی ہدایت پر حضرت مولانا خان محمد مدظلہ کے مدرسہ عربیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں میں داخلہ لے لیا۔ عید بقر کی چھٹیاں گزار کر جب دوبارہ تعلیم مدرسے میں شروع ہوئی تو ایک دن حضرت استاذ محترم مولانا محمد قاسم صاحب دامت برکاتہم نے احرار کی تعریف کی میں نے پوچھا کہ آپ ملتان کب جائیں گے؟ انہوں نے جواب دیا بیٹا کیوں؟ میں نے کہا کہ میں حضرت امیر شریعت کے فرزندوں کو دیکھنے کا خواہشمند ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہم ملتان شعبان کے ماہ میں جاتے ہیں ویسے 12 ربیع الاول کو میں ربوہ جاتا ہوں جہاں احرار کارکن جلوس نکالتے ہیں۔ تمہیں بھی ساتھ لے چلوں گا۔ اس دن ذوالحج کی 24 تاریخ تھی میں 12 ربیع الاوّل کا شدت سے انتظار کرنے لگا۔ خدا خدا کرکے ربیع الاول کا چاند نکلا تو انتظار میں اور شدّت واقع ہوئی۔ پہلے دن گنا کرتا تھا اب گھنٹے گننے لگا۔ چلو کسی طرح 11 ربیع الاوّل کا دن آیا ہم نے تیاری شروع کی اور تین بجے سہ پہر ہمارا یہ مختصر سا قافلہ اپنے دل میں تمناؤں کا سمندر لئے ہوئے ربوہ روانہ ہوا۔ اتفاقاً اس قافلے کا امیر مجھ ناچیز کو بنایا گیا۔ ہم شام 7 بجے ماڑی انڈس پر سوار ہوئے اور راستے میں ہڈالی کے مقام پر رات 11 بجے اتر گئے وہاں ایک دوست جو مشکوٰۃ شریف کے طالب علم ہیں (مولوی سلیم صاحب) ان کے گھر قیام کیا۔ کھانا کھایا اور سوگئے۔ صبح اٹھے نماز ادا کی اور سرگودھا جاکر ہم نے ویگن تبدیل کی اور فیصل آباد والی ویگن پر سوار ہوئے۔ ویگن چلنے کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد ربوہ کی ان پہاڑیوں کو تکتے ہوئے ربوہ میں داخل ہوئے جہاں پہلے مرزائی مسلمانوں کو قدم نہیں رکھنے دیتے تھے۔ اور اب ایک وقت وہ آیا ہے جب ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری "ایوان محمود" کے سامنے مرزائیت کو للکارتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سب احرار کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ خیر جب ہم ربوہ بس سٹاپ پر اترے تو وہاں سے تانگہ کے ذریعہ جامع مسجد احرار اسلام پہنچے۔ راستے میں ربوہ کا بازار ہے۔ اس لئے سب مرزائی دکاندار ہمیں گھورتے رہے۔ جب ہم مسجد احرار پہنچے تو وہاں ہمیں سرخ قمیصوں اور سفید شلواروں میں ملبوس احرار کارکن دکھائی دیئے۔ ان کو دیکھ کر میری احراریوں کو دیکھنے کی دیرینہ تمنا پوری

ہوئی جس تمنا کی ابتدا پانچویں جماعت کے زمانہ طالب علمی میں والد صاحب کی گفتگو سن کر ہوئی تھی میری نظریں ابن امیر شریعت کو ڈھونڈنے میں مصروف تھیں۔ میں نے سن رکھا تھا کہ سید عطاء المحسن بخاری قرآن مجید اپنے والد ماجد کی طرح پڑھتے ہیں۔ 11 بجے جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ کی صدارت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے کی۔ جو امیر شریعت کے چھوٹے فرزند ہیں۔ یہ ہو بہو اپنے والد ماجد کی طرح ہیں۔ یعنی والد ماجد کے ہم شکل ہیں۔ جلسہ ہوتا رہا مقررین آتے رہے۔ مولانا اللہ یار ارشد نے وہاں کی کارگزاری بیان کی۔ ایک بجے کے قریب فضا نعروں میں بدل چکی تھی۔ ہر طرف بخاری بخاری کی آوازیں آرہی تھیں۔ معلوم ہوا کہ قائد احرار مولانا سید عطاء المحسن بخاری تشریف لائے ہیں۔ آپ نے سرخ قمیض اور سفید شلوار پہن رکھی تھی۔ انہوں نے اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ ایک گھنٹہ کی تقریر کے بعد جلوس کی روانگی کے لئے چند ہدایات دیں ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ اس لئے نماز ادا کرنے کے فوراً بعد ایک بہت بڑا جلوس نکالا گیا۔ آگے آگے قائد احرار ایک جیپ پر سوار تھے اور اس کے پیچھے سرخ وردی والے احرار نوجوان تھے۔ جلوس بہت طویل تھا۔ ہر طرف سرخ قمیضیں دکھائی دے رہی تھیں۔ شرکاء جلوس مختلف قسم کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ نعرۂ تکبیر اللہ اکبر۔ محمد پیمبر۔ صحابہؓ رہبر۔ فرماگئے یہ ہادی لانبی بعدی۔

ہزاروں افراد کا یہ جلوس مرزائیوں کی عبادت گاہ جس کا نام انہوں نے "اقصیٰ" رکھا ہوا ہے۔ وہاں پہنچا اور وہاں پھر قائدین احرار نے اپنی تقریروں میں مرزائیت کا پوسٹ مارٹم کیا۔ جلوس کچھ دیر رکنے کے بعد آگے چلا اور "ایوان محمود" کے سامنے آکر رک گیا۔ یاد رہے کہ ایوان محمود مرزائیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے وہاں قائد احرار مولانا سید عطاء المحسن بخاری نے مرزائیت اور شیعیت کو خوب جھنجھوڑا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ شاہ جی کی تقریر سے "ایوان محمود" میں دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مجلسِ احرار اسلام کی کوششوں سے قصرِ مرزائیت میں بے شمار دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ مرزائی اب اپنے آقاؤں کا دجل، جھوٹ، فریب، سب سمجھ رہے ہیں۔ پانچ بجے سہ پہر شاہ جی کا پرجوش خطاب ختم ہوا۔ اور شرکاء جلوس فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے بخاری مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔ بخاری مسجد پہنچ کر دعا ہوئی اور سب احرار کارکنوں نے اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔ میں بھی کبھی نہ بھولنے والی تازہ یادیں دل میں لئے واپس لوٹ آیا۔ اس طرح میری بچپن کی تمنا 12 ربیع الاول 1411ھ کو پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے اور مجلس احرار اسلام کی دینی جدوجہد میں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

نرخنامہ اشتہارات
نقیب ختم نبوت
ٹائیٹل کا آخری صفحہ سالم =/۱۰۰۰ روپے
ٹائیٹل دوسرا اور تیسرا صفحہ =/۸۰۰ روپے
عام صفحہ (سالم) =/۳۰۰ روپے
" " (۱/۲) =/۱۵۰ روپے
" " (۱/۴) =/۷۵ روپے
مستقل معاونین کے لئے خصوصی رعایت ہوگی

رشحاتِ گلک :۔ حضرت علامہ طالوت مرحوم

# ترانۂ قادیاں

حضرت علامہ طالوت رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرارِ اسلام کے اُن اکابر ۔ میں سے تھے جنہوں نے نہ صرف خطابت کے میدان میں بلکہ شعر و ادب اور صحافت کے محاذ پر بھی انگریز سامراج اور اس کے خود کاشتہ پودے مرزائیت کے خلاف زبان و قلم سے دو دھاری تلوار کا کام لیا۔ ذیل میں ہم انہی کے قلم سے " ترانۂ قادیاں " قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ جو ادارہ کے رفیقِ فکر محمد عمر فاروقی نے ارسال کیا ہے ——— (ادارہ)

سارے جہاں سے اچھی ہے قادیاں ہماری
خنجر سے تیز تر ہیں طلاچیاں ہماری
منکر ہیں قادیاں کے ذرّیۃ البغایا
دیتے ہیں مہوشوں کو ہم مشئیِ فی النوم ،
تثلیث کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
اے گلستانِ لندن وہ دن ہیں یاد تجھ کو
اے موجِ بیاس تُو نے دیکھی ہیں مدتوں تک
"پیغام[۱]" کے مجدّد " الفضل[۲] " کے پیمبر
"جرحل" سے جا کے پوچھو کیا اس میں مصلحت تھی
اے اُمتِ محمدؐ ! اپنے نصیب کو رو ! !

ہم اس کے ہیں بچھیرے وہ مادیاں ہماری
جن سے بھری پڑی ہیں الماریاں ہماری
ہے کاسۂ سر اُن کا اور لاٹھیاں ہماری
کس درجہ دلربا ہے یہ چیستاں ہماری
ہے جس کے ذکر سے تر ہر دم زباں ہماری
جب تیرا باغ یاں تھا اور ڈالیاں ہماری
پریوں کے جھمگٹے میں اٹھکیلیاں ہماری
وہ اُن کی گالیاں ہیں یہ پھبتیاں ہماری
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
اُلٹا ہے ٹاٹ تیرا چمکی دکاں ہماری

طالوت کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتی ہے جادہ پیما پھر قادیاں ہماری

[۱] پیغام } قادیانی اخبار
[۲] الفضل }

منقول روزنامہ " زمیندار " لاہور ۴ مارچ ۱۹۳۳ء